خیرالکلام فی کشف أوهام الأعلام

(۲)

از: مولانا مفتی عمر فاروق لوہاروی
شیخ الحدیث دارالعلوم، لندن

یہ عبداللہ بن زید، ابن عبدربہ نہیں؛ بلکہ ابن عاصم المازِنی رضی اللہ عنہما ہیں

❁ ''صحیح بخاری'' میں ہے:

... عَنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ أبی بکرِ بنِ محمدِ بنِ عمروِ بنِ حَزْمٍ عَنْ عَبَّادِ بْنِ تَمِيمٍ عَنْ عبدِ اللّٰهِ بنِ زيدٍ أنّ النبیَّ صلی اللّٰه علیه وسلم تَوَضَّأَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ. (صحیح بخاری، کتاب الوضوء، باب الوضوء مرتین مرتین، ص:۲۷، ج:۱، قدیمی: کراچی)

''...عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم، عبّاد بن تمیم سے اور وہ عبداللہ بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اعضاءِ وضو کو دو دو مرتب دھویا''۔

شیخ الاسلام زکریا الانصاری (ولادت: راجح قول کے مطابق ۸۲۶ھ، وفات: ۹۲۶ھ)، علامہ قسطلانی (۸۵۱-۹۲۳ھ)، شیخ عبد اللہ بن حجازی الشرقاوی (۱۱۵۰-۱۲۲۷ھ)، نواب صدیق حسن خاں قنوجی بھوپالی (۱۲۴۸-۱۳۰۷ھ) رحمہم اللہ نے اس حدیث کی سند میں وارد عبداللہ بن زید سے عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کو جنھوں نے اذان والا خواب دیکھا تھا، مراد لیا ہے؛ چنانچہ منحۃ الباری بشرح صحیح البخاری المسمّٰی بہ تحفۃ الباری ہے (عن عبد الله بن زید) أی ابن عبد ربّه. (منحة الباری، ص:۴۳۷، ج:۱، الرشد: الریاض)

''ارشادالساری'' میں ہے:

(عن عبد اللّٰه بن زید) أی ابن عبد ربّه صاحب رؤیا الأذان رضی اللّٰه عنه. (إرشاد الساری، ص:۳۷۰، ج:۱، العلمیه: بیروت)

"فتح المبدی بشرح مختصر الزبیدی" للشرقاوی میں ہے:

(عن عبد اللّٰه بن زید) أی ابن عبد ربّه صاحب رؤیا الأذان (رضی اللّٰه عنه).

(فتح المبدی، ص:٢٢٤، ج:١، العلمية: بيروت)

"عون الباری لحلّ أدلة صحيح البخاری" میں ہے:

(عن عبد اللّٰہ بن زید) بن عبد ربّه صاحب الأذان. (عون الباری، ص:٢٧٠، ج:١، العلمية: بيروت)

بندہ کہتا ہے:

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ (اصح قول کے مطابق ۲۰۹-۲۷۹ھ) صاحب رؤیا الاذان: حضرت عبداللہ بن زید عبدربّہ رضی اللہ عنہ کی اذان والی روایت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

وعبدُ اللّٰهِ بنُ زيدٍ هُو ابنُ عبدِ رَبِّه (ويُقال: ابنُ عبدِ ربٍّ).

وَلَا نَعرِفُ لَهٗ عَنِ النَّبِيِّ صلی اللّٰه عليه وسلم شيئًا يَصِحُّ إلّا هذا الحديثَ الواحدَ فی الأذانِ. (الكتب الستة، جامع الترمذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی بدء الأذان، ص:١٦٥٤، دارالسلام: الرياض)

''عبداللہ بن زید وہ ابن عبدربّہ ہیں، یعنی عبداللہ کے دادا کا نام عبدربّہ ہے (اور ایک قول عبدُ ربٍّ (ہ کے بغیر) کا ہے)۔

اور اذان کے متعلق اس ایک حدیث کے علاوہ ہم ان کی ایسی کوئی روایت نبی ﷺ سے نہیں جانتے، جو ثابت ہو۔''

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کے اعتبار سے جب حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ سے اذان والی روایت کے علاوہ کوئی اور روایت ثابت نہیں، تو مذکورہ بالا حضرات: شیخ الاسلام زکریا الانصاری رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کا ''صحیح بخاری'' کی روایت مذکورہ میں ''عبداللہ بن زید'' سے عبداللہ بن زید بن عبدربہ کو مراد لینا وہم ہوگا۔ مذکورہ روایت میں علامہ کرمانی، حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ عینی اور امام عبداللہ بن سالم البصری رحمہم اللہ نے ''عبداللہ بن زید'' سے عبداللہ بن زید بن عاصم المازنی رضی اللہ عنہ کو مراد لیا ہے؛ چناں چہ علامہ کرمانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۱۷-۷۸۶ھ) فرماتے ہیں:

و (عبد اللّٰه بن زيد) بن عاصم هو عمّ عباد، قد تقدم ذكرهما فی باب لا يتوضأ من الشك حتى يستيقن وهو غير عبد اللّٰه بن زيد بن عبد ربه صاحب رؤيا الأذان. (شرح البخاری للكرمانی، ص:٢٠٧، ج:٢، دارإحياء التراث العربی: بيروت)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

وعبد اللّٰہ بن زید ہو ابن عاصم المازنی. (فتح الباری، ص:۳۱۱، ج:۱، دارالریان: القاہرۃ)

علامہ عینی رحمۃ اللہ حدیث مذکور کے ذیل میں (بیان رجالہ) کے تحت اس چھٹے راوی کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

السادس عبد اللّٰہ بن زید بن عاصم المازنی وہو عمّ عَبّاد... وہو غیر عبد اللّٰہ بن زید بن عبد ربہ صاحب رؤیا الأذان رضی اللّٰہ عنہ. (عمدۃ القاری، ص:٤، ج:۳، دارإحیاء التراث العربی: بیروت)

امام عبداللہ بن سالم البصری رحمۃ اللہ علیہ (۱۰۴۸-۱۱۳۴ھ) فرماتے ہیں:

(عن عبد اللّٰہ بن زید) أی: ابن عاصم الأنصاری المازنی، وہو عم عباد بن تمیم کما مرّ فی "باب لا یتوضأ من الشک حتی یستیقن"، وہو غیر عبد اللّٰہ بن زید بن عبد ربہ صاحب رؤیا الأذان. (ضیاء الساری فی مسالک أبواب البخاری، ص:۲۱۹، ج:۳، دارالنوادر: سوریۃ)

ملحوظہ:

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ بن زید بن عبدربہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں کہ کئی حضرات نے ان کے بارے میں مطلقاً یہ کہہ دیا ہے کہ اذان والی روایت کے علاوہ ان کی کوئی اور روایت ہے ہی نہیں؛ حالاں کہ یہ خطا ہے۔ ان کی چھ یا سات روایتیں ہیں، جن کو میں نے الگ جزء میں جمع کیا ہے۔ "الإصابۃ فی تمییز الصحابۃ" لابن حجر **میں ہے:**

قال الترمذی: لا نعرف لہ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم شیئًا یصح إلا ہذا الحدیث الواحد. وقال ابن عدی: لا نعرف لہ شیئًا یصح غیرہ، وأطلق غیر واحد أنہ لیس لہ غیرہ وہو خطأ، فقد جاء ت عنہ عدۃُ أحادیث: ستۃ أو سبعۃ، جمعتہا فی جزء مفرد، وجزم البغوی بأن ما لہ غیر حدیث الأذان. (الإصابۃ، ص:۳۱۲، ج:۲، دارالفکر: بیروت)

"تہذیب التہذیب" لابن حجر میں ہے:

قال الترمذی عن البخاری: لا یعرف لہ إلا حدیث الأذان... قلت: وقال ابن

عدی: لا نعرف له شيئًا يصح عن النبی صلی اللّٰه عليه و سلم إلا حديث الأذان. انتهی (قال صدفی جميل العطار فی تعليقه علی تهذيب التهذيب: لم نجده عند ابن عدی فی "الكامل") وهذا يؤيد كلام البخاری وهو المعتمد، وقد وجدت له أحاديث غير الأذان جمعتها فی جزء. واغتر الأصبهانی بالأول، فجزم به، وتبعه جماعة فوهموا. (تهذيب التهذيب، ص:۳۰۷، ج:٤، دارالفكر: بيروت)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ (۶۳۱-۶۷۶ھ) "تہذیب الأسماء واللغات" میں فرماتے ہیں:

قال الترمذی: سمعت البخاریّ يقول: لا يعرف لعبد اللّٰه بن زيد بن عبد ربه إلا حديث الأذان.

قلت: قد روينا فی مسند أبی يعلی الموصلی عن محمد بن المثنی عن عبد الوهاب عن عبيد اللّٰه بن بشير بن محمد عن عبد اللّٰه بن زيد بن عبد ربه أنه تصدق علی أبويه ثم توفيا فرده إليه رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وسلم ميراثا.

وروينا فی تاريخ دِمَشق عن ابنه محمد عن أبيه عبد اللّٰه بن زيد حديثا فی حلق النبی صلی اللّٰه عليه وسلم رأسه بمنی وقسمة شعره وهو فی طبقات ابن سعد وإسناده جيد. (تهذيب الأسماء واللغات، ص:۲٦٨، ۲٦٩، ج:١، العلمية: بيروت)

"عصر" کی صراحت کہاں ہے؟

"صحیح بخاری" کتاب مواقيت الصلاۃ **میں ہے:**

... عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْمًا، فَدَخَلَ عَلَيْهِ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ، فَأَخْبَرَهُ أَنَّ الْمُغِيْرَةَ بْنَ شُعْبَةَ أَخَّرَ الصَّلَاةَ يَوْماً، وَهُوَ بِالْعِرَاقِ.... (صحيح بخاری، كتاب مواقيت الصلاة، باب مواقيت الصلاة وفضلها الخ، ص:٧٥، ج:١، قديمی: كراتشی)

"...ابن شہاب رحمہُ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن نماز میں تاخیر کردی، تو حضرت عروہ بن زبیر رحمہما اللہ ان کے پاس تشریف لے گئے اور ان کو بتایا کہ ایک دن حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نماز میں دیر کردی، دراں حالے کہ وہ عراق میں تھے-عراق کے گورنر تھے-..."

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے (مدینہ منورہ زادھا اللہ شرفاً کے عہدِ گورنری بزمانۂ

اِمارت ولید بن عبدالملک میں) جس نماز میں تاخیر کردی تھی، وہ ''عصر'' کی نماز تھی، اس بات کی صراحت کہاں ہے؟

علامہ ابن بطال مالکی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۴۴۹ وقیل غیرھا) فرماتے ہیں کہ یہ ''صحیح بخاری'' کتاب المغازی میں شعیب عن الزہری کی روایت میں ہے:

وهذه الصلاة التی أخرها عمر کانت صلاة العصر، روی ذلك شعیب عن الزهری فی المغازی من هذا الکتاب. (شرح صحیح البخاری لابن بطال، کتاب مواقیت الصلاة وفضلها، قوله تعالیٰ: ﴿اِنَّ الصَّلٰوةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتٰبًا مَّوْقُوْتًا﴾ ص:۱۴۹، ج:۲، الرشد: الریاض)

بندہ کہتا ہے: یہ ابن بطال رحمۃ اللہ علیہ کا وہم ہے؛ اس لیے کہ یہ بات ''کتاب المغازی'' کی روایت میں نہیں ہے؛ چناں چہ ''کتاب المغازی'' کی روایت یہ ہے:

حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ، قَالَ: أَخبَرَنَا شُعَيْبُ عَنِ الزُّهرِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عُرْوَةَ بنَ الزُّبَيرِ يُحَدِّثُ عُمَرَ بنَ عَبدِ الْعَزِيزِ فِيْ إِمَارَتِهٖ: أَخَّرَ الْمُغِيْرَةُ بْنُ شُعبَةَ الْعَصرَ وَهُوَ أَمِيرُ الْكُوفَةِ... (صحیح بخاری، کتاب المغازی، باب بلا ترجمة بعد باب شهود الملائکة بدرًا، ص:۵۷۱، ج:۲، قدیمی: کراتشی)

اس میں تو حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے عصر کی نماز کو مؤخر کرنے کا ذکر ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے کسی نماز کو مؤخر کرنے کا ذکر ہی نہیں، چہ جائے کہ ''عصر'' کی صراحت ہو۔ ہاں! ''کتاب بدء الخلق'' میں ''لیث عن الزهری'' کی روایت میں اس کی صراحت ہے، جو حسب ذیل ہے:

حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ أَخَّرَ الْعَصْرَ شَيْئًا، فَقَالَ لَهُ عُرْوَةُ: أَمَا إِنَّ جِبْرَئِيلَ قَدْ نَزَلَ فَصَلّٰى أَمَامَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عُمَرُ: اعْلَمْ مَا تَقُولُ يَا عُرْوَةُ، قَالَ: سَمِعْتُ بَشِيرَ بْنَ أَبِي مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ أَبَا مَسْعُودٍ يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: نَزَلَ جِبْرَئِيلُ فَأَمَّنِي فَصَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ، ثُمَّ صَلَّيْتُ مَعَهُ يَحْسُبُ بِأَصَابِعِهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ. (صحیح بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة، ص:۴۵۷، ج:۱، قدیمی: کراچی)

یہاں وہم ہوگیا ہے

حضرت مالک بن الحویرث رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کو واپسی کے وقت رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي أُصَلِّي. (صحيح بخاري، كتاب الأذان، باب الأذان للمسافر إذا كانوا جماعة، والإقامة الخ، ص:٨٨، ج:١، قديمي: كراتشي)

''تم اسی طرح نماز پڑھنا، جیسے مجھے پڑھتے دیکھا ہے۔''

اس جملہ کو حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) نے "تلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير" میں ایک مقام پر ''متفق علیہ'' قرار دیا ہے؛ چناں چہ "تلخيص الحبير" میں ہے:

حديث: "صلّوا كما رأيتموني أصلّي" متفق عليه من حديث مالك بن الحويرث. (تلخيص الحبير، ص:٢٤٦-٢٤٧، ج:٢، مؤسسة قرطبة: القاهرة)

بندہ کہتا ہے:

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ کو یہاں وہم ہوگیا ہے؛ اس لیے کہ "صلّوا كما رأيتموني أصلّي" صرف ''صحیح بخاری'' میں ہے، ''صحیح مسلم'' میں نہیں۔ البتہ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے دوسرے مقام میں اس کی تخریج کی نسبت بخاری ہی کی طرف کی ہے؛ چناں چہ "تلخيص الحبير" میں ہے:

وحديث: "صلّوا كما رأيتموني أصلّي" رواه البخاري من حديث مالك بن الحويرث. (تلخيص الحبير، ص:٩، ج:٢، مؤسسة قرطبة: القاهرة)

عہد نبوت میں سورج گہن اور دو وہم کا ذکر

عہدِ نبوت میں سورج گہن کتنی بار ہوا؟

❁ عہد نبوت میں سورج گہن متعدد بار ہوئے یا صرف ایک مرتبہ ہوا؟ اس میں دو قول ہیں:

قولِ اوّل: علماء کی ایک جماعت، جن میں اسحٰق بن راہویہ، ابن جریر طبری اور ابن المنذر رحمہم اللہ ہیں، کہتی ہے کہ عہد نبوت میں سورج گہن متعدد بار ہوئے ہیں۔ ''فلکیاتِ جدیدہ'' میں ماخذ کے ذکر کے بغیر ماخوذ ایک جدول دیا گیا ہے، جس میں ۲۳ سالہ عہد نبوت کے ۱۹ سورج گہنوں کا وقوع کی تاریخوں کے ساتھ ذکر ہے۔ ملاحظہ ہو: فلکیاتِ جدیدہ، ص:۲۴۴، ۲۴۵، ادارۃ

التصنیف والادب: لاہور۔

بندہ کہتا ہے:

''فلکیاتِ جدیدہ'' میں جو جدول دیا گیا ہے، وہ قاضی عبدالرحمٰن صاحب کا تیار کردہ ہے، جسے حضرت مولانا قاضی محمد سلیمان سلمان صاحب منصورپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''رحمۃ للعالمین ﷺ''، ص:۱۰۷، ۱۰۸، ج:۱، دارالاشاعت: کراچی میں نقل فرمایا ہے؛ اس لیے ''فلکیاتِ جدیدہ'' میں مذکور جدول کا ماخذ غالباً ''رحمۃ للعالمین ﷺ'' ہوگا۔

سورج گہن کی نماز کی کیفیت کے سلسلے میں وارد مختلف ومتعارض روایات کے درمیان جمع کے لیے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس قول کو قوی قرار دیا ہے، جیسا کہ ''صحیح مسلم بشرح النووی'' ص:۱۷۷، ج:٦، العلمیۃ: بیروت میں ہے۔

قولِ ثانی: علماء کی دوسری جماعت کہتی ہے کہ ۲۳ سالہ عہد نبوت میں سورج گہن ایک ہی مرتبہ ہوا ہے، جب رسول اللہ ﷺ کے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا وصال ہوا۔ علومِ ریاضی کے ماہر محمود پاشا مصری کی تحقیق یہی ہے۔

اِس قول کے اعتبار سے سورج گہن کی نماز کی کیفیت کے سلسلے میں وارد متعارض روایات ایک ہی واقعہ سے متعلق ہیں۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا رجحان ''فتح الباری'' ص:٦١٢، ج:٢، دارالریان: القاہرۃ میں اسی طرف ہے اور محدث العصر علامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ (۱۲۹۲-۱۳۵۲ھ) نے ''فیض الباری علی صحیح البخاری'' ص:٣٨١، ج:٢ (المجلس العلمی: ڈابھیل) اور ''العرف الشذی شرح سنن الترمذی، ص:٦٠٦، ج:١ (العلمیۃ: بیروت) میں اسی کو اختیار فرمایا ہے۔

قولِ ثانی پر تاریخ وقوع کیا ہے؟

❁ قولِ ثانی: سورج گہن ایک ہی مرتبہ ہوا، پر اس کی تاریخ وقوع کیا ہے؟

(ا) فن ریاضی کی مایۂ ناز شخصیت محمود پاشا مصری - جنھوں نے اسلام سے قبل عرب کی تقویم وجنتری سے متعلق فرانسیسی زبان میں ایک رسالہ لکھا ہے، جس کو احمد ذکی پاشا نے ''نتائج الأفہام فی تقویم العرب قبل الإسلام'' کے نام سے عربی جامہ پہنایا ہے- کی تحقیق کے مطابق مدینہ منورہ میں سورج گہن ۲۹ر شوال ۱۰ھ مطابق ۲۷ر جنوری ۶۳۲ء پیر کے دن ہوا۔

''مقالات الکوثری، ص:٤٠٦ (ایچ ایم سعید: کراتشی)، ''فتح الملہم''

ص:٦١٣،٦١٤، ج:٥ (مكتبة دارالعلوم: كراتشي) **اور** "معارف السنن" ص:٥، ج:٥ (المكتبة الرشيدية: كراتشي) **میں محمود پاشا کی یہی تحقیق مذکور ہے۔**

(۲) "العرف الشذي شرح سنن الترمذي" ص:٦٠٦، ٦٠٧، ج:١ (العلمية: بيروت) **اور** "أنوار الباري شرح صحيح البخاري" ص:٣٢٨، ج:١٦ (إدارة تاليفاتِ اشرفيه: ملتان) **میں ۹ھ مذکور ہے۔**

بندہ کہتا ہے:

۹ھ ذکر کرنے میں وہم واقع ہوا ہے؛ کیوں کہ ''العرف الشذی'' اور ''انوارالباری'' دونوں ہی میں محمود پاشا فلکی مصری کی تحقیق کا حوالہ دیا گیا ہے؛ حالاں کہ ان کی تحقیق ۹ھ نہیں؛ بلکہ ۱۰ھ ہے۔

(۳) احمد آباد شہر (صوبہ: گجرات، انڈیا) کے ایک ہندو پروفیسر کے حساب کی رُو سے اس کی تاریخ ۲۹ر شوال ۱۰ھ مطابق ۲۸ر جنوری ۶۳۲ء منگل ہے۔ (فلکیاتِ جدیدہ، ص:۲۴۳)

حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ (وفات: ۱۴۱۹ھ): سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور فرماتے ہیں:

''ہمارے خیال میں مذکورہ بالا بیان میں یہ اشکال ہے کہ ۲۷ر جنوری ۶۳۲ء کو اتوار کا دن تھا؛ سوموار کا نہیں (جیسا کہ فلکی محمود پاشا مصری نے لکھا ہے)۔

اسی طرح ۲۸ر جنوری ۶۳۲ء کو سوموار کا دن ہونا چاہیے؛ منگل نہیں (جیسا کہ ہندو پروفیسر نے لکھا ہے)۔

نیز جنوری میں سخت سردی پڑتی ہے اور صحیح روایاتِ ابی داود و مسلم میں ہے کہ یہ آفتاب گہن سخت گرمی کے موسم میں واقع ہوا تھا، صلاۃِ کُسوف پڑھتے ہوئے بعض لوگ شدّتِ گرمی کے باعث بیہوش ہوکر گر پڑے، ہوش میں لانے اور گرمی دفع کرنے کی خاطر ان پر پانی ڈالا گیا۔'' (فلکیاتِ جدیدہ، ص:۲۴۳، ۲۴۴)

(۴) حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''ہمارے خیال میں اس کُسوف کی تاریخ وقوع سوموار ۳۰ر محرم ۱۱ھ مطابق ۲۸ر اپریل ۶۳۲ء ہے۔ مدینہ منورہ میں عرضِ بلد کی کمی کی وجہ سے اپریل ہمارے (اہل ملتان و پنجاب کے) جون یا مئی سے کم گرم نہیں ہوتا۔

(۵) یا اس کی تاریخ وقوع اس سے قبل جمعرات (خمیس) (۲۹ر ربیع الاول ۱۰ھ مطابق

۶/جون ۶۳۱ء ہے۔

اس بیان کی تائید میں بعض وہ روایات پیش کی جاسکتی ہیں، جن میں حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات ربیع الاوّل میں بتائی گئی ہے۔‘‘ (فلکیاتِ جدیدہ، ص:۲۴۴)

سورج گہن کا وقت کون سا تھا؟

محمود پاشا فلکی مصری کی تحقیق کے مطابق عہدِ نبوت میں ہونے والا واحد سورج گہن صبح ساڑھے آٹھ بجے ہوا تھا۔ ’’العرف الشذی‘‘ میں ہے:

وقال (أی محمود فاشا الفرنساوی): إن الکسوف فی عهده علیه الصلاة والسلام واحد، وانکسف وقت ثمانیة ساعات ونصف ساعة علی حساب عرض المدینة. (العرف الشذی، أبواب الصلاة، باب ما جاء فی صلاة الکسوف، ص:٦٠٦، ٦٠٧، ج:١)

’’فتح الملهم‘‘ میں ہے:

... أن الشمس کسفت فی المدینة المنورة فی یوم الاثنین ٢٩ شوال سنة ١٠، الموافق لیوم ٢٧ ینادر سنة ٦٣٢ میلادیة فی الساعة ٨، والدقیقة ٣٠ صباحاً. (فتح الملهم، کتاب الکسوف، ص:٦١٤، ج:٥، مکتبه دارالعلوم کراتشی)

حضرت مولانا احمد رضا صاحب بجنوری نور اللہ مرقدہ (۱۹۰۷ء - ۱۴۱۸ھ) ’’أنوار الباری شرح صحیح البخاری‘‘ میں تحریر فرماتے ہیں:

حضرت (علامہ انور) شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

’’حضور ﷺ کی زندگی میں صرف ایک بار سورج گرہن ہوا تھا، جو حسب تحقیق مشہور ماہر ریاضی محمود شاہ فرنساوی ۹ھ میں ساڑھے آٹھ گھنٹے تک رہا تھا۔‘‘ (أنوار الباری، ص:٣٢٨، ج:١٦، ادارۂ تالیفاتِ اشرفیه: ملتان)

بندہ کہتا ہے:

’’انوار الباری‘‘ میں وہم ہوگیا ہے، ’’ساڑھے آٹھ بجے ہوا تھا‘‘ کی بجائے ’’ساڑھے آٹھ گھنٹے تک رہا تھا‘‘ ذکر کردیا ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

اس مضمون کی تکمیل کے بعد ’’نتائج الأفهام فی تقویم العرب قبل الإسلام‘‘ دستیاب ہوئی، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس کی متعلقہ عبارت ذیل میں درج کردی جائے:

وقد تتبعت حسابًا دقيقًا، فاتضح لی منه أن الشمس كسفت فی المدينة المنورة فی الساعة ٨ والدقيقة ٣٠ بعد نصف الليل من يوم ٢٧ يناير سنة ٦٣٢م.

وبناءً على ذلك يكون اليوم التاسع والعشرون من شوال من السنة العاشرة للهجرة موافقًا لليوم السابع والعشرين من يناير سنة ٦٣٢م، فهذه مسئلة فلكية قد توصلنا إلى تحقيقها، فاجعلها على بال منك. (نتائج الأفهام فی تقويم العرب قبل الإسلام، المبحث الأول فی تحديد يوم مات إبراهيم بن النبی عليه الصلاة والسلام بكسوف شمسی، ص:٩، ١٠، دارإحياء التراث العربی: بيروت)

ابومروان الغسانی کی صحیح بخاری میں کتنی حدیثیں ہیں؟

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (۷۷۳-۸۵۲ھ) ابومروان یحییٰ بن ابی زکریا الغسانی الواسطی کے ترجمہ میں فرماتے ہیں:

ماله فی البخاری سوى موضع واحد متابعة. (تقريب التهذيب، ص:٦٥٨، ج:٢، دارالفكر: بيروت)

''ان کی ''صحیح بخاری'' میں ایک جگہ متابعتاً حدیث کے علاوہ کوئی حدیث نہیں ہے۔''

له فی صحيح البخاری حديث واحد عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة – رضی الله عنها – متابعة. (تهذيب التهذيب، ص: ٢٣٠، ج:٩، دارالفكر: بيروت)

''ان کی ''صحیح بخاری'' میں ہشام بن عروہ عن ابیہ عن عائشۃ - رضی اللہ عنہا - کے طریق سے ایک متابعتاً حدیث ہی ہے۔''

بندہ کہتا ہے:

ابومروان الغسانی کی ''صحیح بخاری'' میں ایک ہی حدیث ہونے کا قول وہم ہے۔ خود حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' میں دوسری حدیث کا وجود تسلیم کیا ہے؛ چناں چہ

فتح الباری، كتاب الهبة، باب من أهدى إلى صاحبه وتحرى بعض نسائه دون بعض **میں ابومروان الغسانی کی متابعتاً حدیث کے ذیل میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:**

وقد تقدمت لأبی مروان هذا رواية موصولة فی كتاب الحج. (فتح الباری، كتاب الهبة، باب من أهدى إلى صاحبه وتحرى بعض نسائه دون بعض، ص: ٢٤٧، ج:٥، دارالريان، القاهرة)

''اس ابومروان کی موصول روایت کتاب الحج میں گزرچکی ہے۔''

درحقیقت ابومروان یحییٰ بن ابی زکریا الغسانی کی ''صحیح بخاری'' میں نہ صرف ایک حدیث ہےاورنہ ہی دو؛ بل کہ ان کی حدیثیں پانچ سے کم تو ہرگز نہیں، جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ قال حَدَّثَنِی سُلَيْمَانُ عَنْ هِشَامٍ ح قال وَحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَىٰ بْنُ أَبِی زَكَرِيَّاءَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: ''إِنْ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَتَعَذَّرُ فِی مَرَضِهِ: أَيْنَ أَنَا الْيَوْمَ، أَيْنَ أَنَا غَدًا؟ اسْتِبْطَاءً لِيَوْمِ عَائِشَةَ. فَلَمَّا كَانَ يَوْمِی قَبَضَهُ اللَّهُ بَيْنَ سَحْرِی وَنَحْرِی، وَدُفِنَ فِی بَيْتِی'' (صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وأبی بکر و عمر رضی اللّٰہ عنهما، ص:۱۸۶، ج:۱، قدیمی: کراچی)

(۲) حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ قال أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا قالت: ''شَكَوْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ'' ح قال وحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَىٰ بْنُ أَبِی زَكَرِيَّاءَ الْغَسَّانِیُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِیِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ بِمَكَّةَ وَأَرَادَ الْخُرُوجَ – وَلَمْ تَكُنْ أُمُّ سَلَمَةَ طَافَتْ بِالْبَيْتِ وَأَرَادَتِ الْخُرُوجَ – فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''إِذَا أُقِيمَتْ صَلَاةٌ لِلصُّبْحِ (صلاة الصبح) فَطُوفِی عَلَى بَعِيرِكِ وَالنَّاسُ يُصَلُّونَ، فَفَعَلَتْ ذٰلِكَ وَلَمْ تُصَلِّ حَتَّىٰ خَرَجَتْ'' (صحیح بخاری، کتاب الحج، باب من صلّی رکعتی الطواف خارجًا من المسجد، ص:۲۲۰، ج:۱، قدیمی: کراچی)

(۳) وَقَالَ أَبُو مَرْوَانَ الغسانی عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ ''كَانَ النَّاسُ يَتَحَرَّوْنَ بِهَدَايَاهُمْ يَوْمَ عَائِشَةَ''. وَعَنْ هِشَامٍ عَنْ رَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ وَرَجُلٍ مِنَ الْمَوَالِی عَنِ الزُّهْرِیِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ هِشَامٍ ''قَالَتْ عَائِشَةُ: كُنْتُ عِنْدَ النَّبِیِّ فَاسْتَأْذَنَتْ فَاطِمَةُ''. (صحیح بخاری، کتاب الهبة، باب من أهدی إلی صاحبه وتحری بعض نسائه دون بعض، ص:۳۵۱، ج:۱، قدیمی: کراچی)

(٤) حَدَّثَنَا فَرْوَةُ بْنُ أَبِی الْمَغْرَاءِ قال حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ

”عَنْ عَائِشَةَ هُزِمَ الْمُشْرِكُونَ يَوْمَ أُحُدٍ...“ ح وحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا أَبُو مَرْوَانَ يَحْيَىٰ بْنُ أَبِی زَكَرِيَّاءَ الْوَاسِطِیُّ عَنْ هِشَامٍ عَنْ عُرْوَةَ ”عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: صَرَخَ إِبْلِيسُ يَوْمَ أُحُدٍ فِی النَّاسِ: يَا عِبَادَ اللّٰهِ أُخْرَاكُمْ، فَرَجَعَتْ أُولاهُمْ عَلَى أُخْرَاهُمْ، حَتَّى قتلُوا اليَمَانَ، فَقَالَ حُذَيْفَةُ: أَبِی أَبِی، فَقتلُوهُ، فَقَال حُذَيْفَةُ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكُمْ. قَالَ: وَقَدْ كَانَ انْهَزَمَ مِنْهُمْ قَوْمٌ حَتَّى لَحِقُوا بِالطَّائِفِ“. (صحيح بخاری، كتاب الديات، باب العفو فی الخطأ بعد الموت، ص:۱۰۱۷، ج:۲، قديمی كراچی)

(۵) وَقَالَ أَبُو أُسَامَةَ، عَنْ هِشَامٍ ح وَحَدَّثَنِی مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ قال حَدَّثَنا يَحْيَى بْنُ أَبِی زَكَرِيَّا الْغَسَّانِیُّ عَنْ هِشَامٍ بن عُرْوَةَ عن أبيه ”عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطَبَ النَّاسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: مَا تُشِيرُونَ عَلَیَّ فِی قَوْمٍ يَسُبُّونَ أَهْلِی مَا عَلِمْتُ عَلَيْهِمْ مِنْ سُوءٍ قَطُّ“ وَعَنْ عُرْوَةَ قَالَ: ”لَمَّا أُخْبِرَتْ عَائِشَةُ بِالْأَمْرِ قَالَتْ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَأْذَنُ لِی أَنْ أَنْطَلِقَ إِلَى أَهْلِی؟ فَأَذِنَ لَهَا فَأَرْسَلَ مَعَهَا الْغُلَامَ. وَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ: سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَتَكَلَّمَ بِهَذَا، سُبْحَانَكَ هَذَا بُهْتَانٌ عَظِيمٌ. (صحيح بخاری، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب قول اللّٰه تعالىٰ ﴿وَأَمْرُهُمْ شُورٰى بَيْنَهُمْ، وَشَاوِرْهُمْ فِی الْأَمْرِ﴾ الخ، ص:۱۰۹۶، ج:۲، قديمی: كراچی)

(جاری)